ماخذ تحقیقی مجلہ
ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-23

OPEN ACCESS
CC BY NC

ڈاکٹر رابعہ شاہ
لیکچرار، شعبہ اردو، ہزارہ یونیورسٹی، مانسہرہ
ڈاکٹر الطاف یوسف زئی
شعبہ اردو، ہزارہ یونیورسٹی، مانسہرہ
ڈاکٹر ندیم حسن
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو جامعہ چترال

اشرف صبوحی کے خاکوں کے مجموعے "دلی کی چند عجیب ہستیاں" میں دلی کی بولیاں

Dr Rabia Shah *
Lecturer, Department of Urdu Hazara university Mansehra.
Dr Altaf Yousafzai
Department of Urdu Hazara University Mansehra.
Dr. Nadeem Hassan
Assistant Professor, Department of Urdu, University of Chitral.
***Corresponding Author:**

Delhi's Dialects in the Collection Sketches of Ashraf Sabohi

Delhi ki chand ajeeb hastehan are a combination of Ashraf Sabui's sketches. This book contains fifteen sketches. The roles of these sketches are representative of the culture of Delhi. Through these sketches, Ashraf sabohi is a linguistic civilization of Delhi. Ashraf Sabohi has new climate in his particular Delhavi style to write sketches Of the civilized symbols of this historic city.The axis of Ashraf Sabohi,s sketches is the Common man of Delhi who talks in Urdu. Through these sketches, Ashraf sabohi has also shown a

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-23

ماخذ تحقیقی مجلہ

glimpse of these dialects. Their sketches are familiar with the bids of the fort.In these sketches, different people are speaking in different bids of delhi. He has new Climate in his particular Dahlavi style in writing the sketches of the civilized symbols of this historic.The Urdu language ,which was a special language in ancient Delhi, has played with the language of his characters. The people of these sketches appear to be speaking to the Red Fort Code Language Farfari zargari. This sketch of Ashraf Sabohi is a great source of understanding of the ancient dialects of Delhi's civilization and culture.

Key Words: *Urdu-e –mualla , Thath Urdu, kar khan dari, Delhi Idiom, Code language, Farfari , zargari*

اشرف صبوحی کا پورا نام سید ولی اشرف اور صبوحی تخلص ہے۔۱۱مئی ۱۹۰۵ء کو دہلی میں پیدا ہوئے۔ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی۔ اس کے بعد اینگلو عربک ہائی سکول میں داخل ہوئے۔ ۱۹۲۲ء میں میٹرک کا امتحان پاس کیااور پرائیویٹ طور پر ادیب فاضل منشی فاضل، ایف۔اے اور بی۔اے کے امتحانات پنجاب یونی ورسٹی سے پاس کیے۔۱۹۲۹ میں محکمہ ڈاک وتار میں ملازمت اختیار کرلی۔لکھنے پڑھنے کا شوق تھا۔رسائل میں مضامین لکھ کر ادبی زندگی کا آغاز کیا۔انہوں نے خاکوں کے علاوہ افسانہ نگاری، ادب اطفال اور تراجم میں بھی طبع آزمائی کی ۔اشرف صبوحی نے دو خاکوں کے مجموعے "دلی کی چند عجیب ہستیاں" اور "غبارِ کارواں" یادگار چھوڑے ہیں۔ان کے خاکوں کا پہلا مجموعہ "دلی کی چند عجیب ہستیاں" انجمن ترقی اردو سے ۱۹۴۳ء میں شائع ہوا۔جو پندرہ خاکوں پر مشتمل ہے۔ جس کے عنوان اس طرح سے ہیں۔خواجہ انیس، میر باقر علی، مٹھو بھٹیارا، گھمی کبابی، ملن نائی، مرزا چپاتی، گنجے نہاری والے، میر ٹوٹرو، پیر جی کوے، مرزا اسفند یار بیگ، سیدانی بی، نیازی خانم، میاں حسنات، پرنانی، بابو مٹکینا۔ یہ خاکے دہلوی تہذیب و ثقافت کے نمائندے ہیں اور ایک ثقافت پارینہ کی نمائندگی کرنے کی وجہ سے غیر معمولی اہمیت حاصل کر گئے ہیں۔ اشرف صبوحی کے خاکوں کا موضوع شاہجہاں آباد کی عوام ہے جو ایک مخصوص طرزِ زندگی، طرزِ احساس اور طرزِ فکر کی نمائندگی کرتے ہیں۔اشرف صبوحی کو دہلی کے روڑوں سے محبت ہے۔ان کے درمیان رہنا، ان کے بارے میں جاننا اوران کے بارے میں لکھنا اشرف صبوحی کو پسند تھا۔انھوں نے ان خاکوں کے ذریعے دہلویت کا نگار خانہ از سرِ نو مرتب کیا۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-23

ماخذ تحقیقی مجلہ

اس گہرے عوامی رابطے کی وجہ سے اشرف صبوحی کی نثر زندہ اور توانا ہے۔انھوں نے جن اشخاص کے خاکے لکھے ہیں وہ دلی کی ٹھیٹھ اردو اور مقامی بولیاں بولتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ان کے خاکے دہلی کی قدیم بولیوں ٹھولیوں کا لطف دوبالا کر دیتے ہیں۔دہلی کی بامحاورہ زبان اور ضرب الامثال اشرف صبوحی کے اسلوب کا خاصا ہے۔اشرف صبوحی نے تشبیہات،روزمرہ،محاورہ اور ضرب الامثال کا استعمال بڑی عمدگی سے کیا ہے۔سید ضمیر حسن دہلوی کہتے ہیں کہ زبان دانی کا جو معیار اہل شہر،اپنی شہریت،اپنی گفتگو اور اپنے لب و لہجے سے منسلک کرتے ہیں اس کا گہرا تعلق محاورے سے ہے بغیر شہر میں قیام اور اس کے باشندوں سے تعلقات کے بغیر محاورے پر قدرت ہونا ناممکن ہے۔اہل دہلی اپنی زبان میں جو محاورے استعمال کرتے ہیں سید ضمیر حسن دہلوی اس محاورے کو میرؔ کے بیان کی روشنی میں کچھ اس طرح سمجھاتے ہیں :

"زبان میں محاورے کی حیثیت بنیادی کلمہ کی بھی ہے اور زبان کو سجانے اور سنوارنے والے عنصر کی بھی ہے،اس لیے کہ عام طور پر اہلِ زبان محاورے کے معنی یہ لیتے ہیں کہ ان کی زبان کا جو اصل ڈول اور کینڈا ہے جو اہلِ زبان کے لبوں پر آتا رہتا ہے اور جسے نسلوں کے دور بہ دور استعمال نے سانچے میں ڈھال دیا ہے اسی کو صحیح اور درست سمجھا جائے۔اہل دہلی اپنی زبان میں جو محاورے استعمال کرتے ہیں اس محاورے کو ہم میرؔ کے اس بیان کی روشنی میں زیادہ اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں۔کہ میرے کلام کے لیے محاورہ اہل دہلی ہو یا جامع مسجد کی سیڑھیاں جو زبان صحیح اور فصیح دہلی والے بولتے ہیں۔اور جو جامع مسجد کی سیڑھیوں پر یا اس کے آس پاس سنی جا سکتی ہے۔وہی میرے کلام کی کسوٹی ہے۔" (۱)

اشرف صبوحی نے ان خاکوں کے ذریعے دلی کی تہذیب و ثقافت کو اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے۔انھوں نے اس تاریخی شہر کی تمدنی علامتوں کے خاکے لکھنے میں اپنے مخصوص دہلوی اسلوب میں نیا آب و رنگ بھر دیا ہے۔اشرف صبوحی کے ان خاکوں میں دلی کے محاوروں،ضرب الامثال اور روزمرہ کا کمال نظر آتا ہے۔جس طرح دلی کا روزمرہ اور محاورہ ڈپٹی نذیر احمد کے اسلوب کا خاصا ہے۔اسی طرح اشرف صبوحی کا اسلوب بھی دلی کے روزمرہ

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-23

ماخذ تحقیقی مجلہ

محاورہ سے مزین ہے۔ میر امن سے شاہد احمد دہلوی تک دلی کے لکھاریوں کا جو سلسلہ بنا اشرف صبوحی اسی فہرست کا ایک اہم نام ہیں۔ ان کے اسلوب کے متعلق آصف فرخی لکھتے ہیں:

"میر امن سے شاہد احمد دہلوی تک دلی کے قلم کاروں کا طویل سلسلہ ہے، صبوحی صاحب اس کی نہایت اہم کڑی ہیں۔ صاحب فرہنگ آصفیہ سید احمد دہلوی نے ناصر نذیر فراقؔ کے ایک مضمون میں انھیں محاوروں، ضرب الامثال اور روزمرہ کا کمال نظر آیا تھا۔ یہ کمال صبوحی صاحب کے حصے میں بھی آیا ہے اور خوب آیا ہے۔ مرزا فرحت اللہ بیگ کا کہنا ہے کہ ڈپٹی نذیر احمد نے روزمرہ اور محاورات کا ایک مجموعہ بنا رکھا تھا۔ لکھتے تھے تو اسے سامنے رکھتے تھے ڈپٹی صاحب کے بعد یہ مجموعہ مرزا صاحب کے ہاتھ آگیا تھا کہ وہ بھی اسے سامنے رکھ کر روزمرہ اور محاورے بے تکان لکھتے تھے۔ " (۲)

اشرف صبوحی کے خاکوں کا موضوع شاہجہاں آباد کی عوام ہے۔ جو اپنی ٹیکسالی زبان، لب و لہجہ میں گفتگو کرتے ہیں۔ گھمی کبابی جو ایک عام کردار ہے وہ بہت ہی لذیذ کباب بناتا تھا۔ اس کے کباب پورے دلی میں مشہور تھے دلی کا شاید ہی کوئی بندہ ہو جس کی زبان اس کے کباب کے چٹخارے سے واقف نہ ہو۔ اس کی دکان پر گاہکوں کا رش لگا رہتا تھا۔ وہ کباب سینک سینک کے گاہکوں کو دیتا جاتا۔ اشرف صبوحی نے اس کے کبابوں کا چٹخارا اس کی زبان میں شامل کرتے ہوئے اس کا مرقع اس طرح سے پیش کیا ہے کہ پوری دہلویت اپنی وضع داری اور زبان و بیان کے برتاؤ کے ساتھ نکھر کر سامنے آئی ہے۔ ٹھیٹھ اردو زبان کے جو محاورے قدیم دلی میں زبان زد خاص و عام تھے اشرف صبوحی نے گھمی کبابی کی زبان سے اس طرح ادا کروائے ہیں :

"خوب۔ دھوبی بیٹا چاند سا سیٹی اور پٹاخ۔ اجی وہ زمانے لد گئے جب خلیل خاں فاختہ اڑایا کرتے تھے۔ اج کی کہو۔ جس کو دیکھو بے نوا سونٹا بنا پھرتا ہے۔ نہ بڑوں کا ادب نہ چھوٹوں کی لاج۔ وہی مثل ہو گئی کہ باولے گانو اونٹ آیا لوگوں نے جانا پر میشور آئے۔ جھجو جھونٹوں میں عمر نہیں گزاری۔ رانڈ کے سانڈ بن کر نہیں رہے۔ یہ بال دھوپ میں سفید نہیں ہوئے۔۔۔۔۔ دلی کا کوئی ہو تو اس کے پیٹ میں درد اٹھے۔ کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-23

،بھان متی نے کنبہ جوڑا۔ پھر جیسا راجہ ویسی پر جا۔ جیسی گندی سیتلا ویسے پو جن ہار۔ میری کیا پوچھتے ہو۔ آٹے کا چراغ گھر رکھوں چوہا کھائے باہر دھروں کوا لے جائے۔" (۳)

اشرف صبوحی کے خاکوں کا محور و مرکز دلی کے عام انسان ہیں جو ٹھیٹھ اردو میں گفتگو کرتے ہیں۔ان خاکوں کے ذریعے اشرف صبوحی نے ان بولیوں کی جھلک بھی دکھائی جو مغلوں کے دور حکومت میں شاہجہاں آباد میں بولی جاتی تھیں۔ان ہی بولیوں میں ایک کرخنداری بولی بھی تھی جو پرانی دہلی میں بولی جاتی تھی۔ کرخنداری کے بارے میں ڈاکٹر نصیر احمد لکھتے ہیں:

"اردو کی چند اہم بولیوں میں ایک کرخنداری بھی تھی یہ ہندوستان کی دارلسلطنت دہلی کے ان علاقوں میں بولی جاتی تھی جسے کبھی شاہ جہاں آباد کہا جاتا تھا۔ جہاں تک اس کے پھیلاؤ کا تعلق ہے دہلی کے شہری علاقوں میں جامع مسجد کے اطراف کے علاوہ ان محلوں میں بھی بولی جاتی ہے جہاں مسلمانوں کی آبادی خاصی ہے۔" (۴)

اشرف صبوحی کا کردار گھمی کبابی بے تکان محاورے اور ضرب لامثال کا استعمال کرتا ہے تو وہ دلی کی ٹھیٹھ اردو اور کرخنداری کے بھی بہت سے خالص الفاظ بولتا ہے ملاحظہ کیجیے:

"انھیں کیوں نہیں دیکھتے جو آدھے قاضی قدوا اور آدھے بابا آدم بنے ہوئے ہیں۔ آخر کس برتے پر تتا پانی۔ کر گا چھوڑ تماشے جائے۔ناحق چوٹ جلایا۔۔۔۔۔۔۔۔۔جس کا کام اسی کو ساجھے اور کرے تو ٹھینگا باجے۔ پہلے بادشاہی تھی اب انگریزی ہے سنا نہیں کہ راجا کہے سو نیاد، پانسا پڑے تو دانو۔کالوں کا چراغ بجھ گیا گوروں کی رتی چڑھی ہوئی ہے۔ خدا سے لڑو حکومت اس کی جس کے ہاتھ تلوار کہتے نہیں کہ رانی کو رانا کانی کو کانا۔ دلی اسی قابل رہ گئی تھی۔ تجھ کو کیا پڑی اپنی نبیڑ تو بقول ذوق۔ یار تو کباب بیچتے ہیں جس کی زبان سو دفعہ کھجائے وہ ہمارے نخرے اٹھائے۔ہاں صاحب آپ نے چونی دی ہے! کیا عرض کروں گلزار کی ٹولی کا ایک پرانا لمڈا آ گیا تھا۔ چھوٹا منہ بڑی بات۔ بھلا کہو تو گدھی کمھار تجھے رام سے کیا کام ،پڑھے لکھوں کی سی تقریر کرنے لگا۔ میں نے جو کس کے ذرا مُزے لیے تو کہاں ٹکتا، نوک

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-23

دم بھاگا۔ بھُس میں چنگی ڈال جمالو دور رکھڑیں، لیجئے آپ کی واری ہے۔ کباب بھی ملائی ہیں
۔ جگر تک سکے ہوئے۔۔۔۔۔۔ حضت گھمی کو اپنی جنٹلمینی سے نہ دبایئے۔ آپ سے پہلے کا
یہ لونڈا کھڑا ہے اس کی سیخ سینک دوں پھر آپ کی وار ہے۔" (۵)

اشرف صبوحی نے جب گھمی کبابی کی زبان سے قدیم دلی کی قدیم بولی ٹھولی میں گفتگو کروائی تو یونیورسٹی کا ایک طالب علم جو کبابی کی دکان پے کھڑا گھمی کی باتیں بڑے غور سے سن رہا تھا۔ پوچھنے لگا، طباخی کس زبان میں بات کر رہا تھا۔ مجھے اس کی باتوں کی سمجھ نہیں آئی۔ تو اشرف صبوحی اس کو بتاتے ہیں کہ " دلی کی اصلی بولی یہ ہی ہے لیکن اب دلی میں بھی اس زبان کے جاننے اور بولنے والے گنتی کے رہ گئے ہیں۔ پڑھے لکھوں میں کوئی جم ہی جم دکھائی دے گا۔ اشرف صبوحی کہتے ہیں۔ دلی کی کایا پلٹ ہوئی تو اس کی ہر چیز پر گردش آگئی۔ پردیسیوں سے میل جول بڑھا۔ مدرسوں میں نئی تعلیم کا سلسلہ جاری ہوا۔ پرانی بولیاں بولی جاتیں تو کون سمجھتا۔ سادگی اختیار کی اور آہستہ آہستہ اردو ایک نئے قالب میں ڈھل کر رہ گئی پڑھے لکھے تو کتاب کے محتاج ہوتے ہیں۔ جیسا پڑھتے ہیں ویسا بولتے ہیں لیکن چھوٹی امت ان پڑھ جوں کے توں اپنی جگہ قائم رہتے ہیں۔ نہ باپ دادا کے طریق ان سے چھوٹتے ہیں نہ مادری زبان۔ وہ اپنے دوست کو بتاتے ہیں کہ گھمی کبابی اردو میں اور ٹھیٹ اردو میں گفتگو کر رہا تھا۔ تم جو اردو پڑھتے ہو وہ دلی والوں کی اردو نہیں، انگریزی دانوں کی اردو ہے جو کتابیں مدرسوں میں پڑھائی جاتی ہیں ان کا معیار کچھ اور ہے ایک جاہل کبابی کو دیکھ لیا کس صفائی کے ساتھ کیسا بے تکان محاورے پر محاورہ اور ضرب المثل پر ضرب المثل بول رہا تھا۔ دراصل ان کے دوست اور بہت سے دوسرے لوگوں کا خیال تھا کہ اردو پر دلی والوں کا ناحق دعویٰ ہے۔ دوسرے ان سے اچھی جانتے ہیں۔ لیکن اشرف صبوحی یہ مانتے تھے کہ اردو پر دلی والوں کا دعویٰ ویسے ہی نہیں ہے بلکہ دلی والے ہی اردو بلکہ ٹھیٹ اردو بولتے ہیں۔ اپنی اس بات کی وضاحت انھوں نے گھمی کی زبان سے ٹھیٹ اردو میں یہ جملے ادا کروا کے کی ہے۔

مغلیہ سلطنت کے پانچویں شہنشاہ شہاب الدین محمد شاہ جہاں نے نئی دہلی آباد کر کے شاہی قلعے کو قلعہ معلٰی کے نام سے موسوم کیا۔ وہ زبان جو اپنے خاص محاوروں اور اصطلاحوں کے ساتھ قلعہ معلٰی میں بولی جاتی تھی، اردوئے معلٰی کہلائی جانے لگی۔ قلعہ معلٰی کی تہذیب کا ایک جزو ان کی زبان بھی تھی۔ دہلی کی اگر لسانی صورت حال

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-23

ماخذ تحقیقی مجلہ

کی بات کریں تو شاہ عالم ثانی کے زمانے سے بہادر شاہ ظفر تک قلعہ معلٰی میں زبان و بیان کے جو سانچے تیار ہوئے انھیں پر دہلی والوں کا انحصار تھا اور یہ ہی اردو اس دور کی اردو دنیا کے لیے تقلید کا نمونہ بنی۔ شاہ عالم ثانی سے بہادر شاہ ظفرؔ تک تمام قلعہ سے وابسطہ شاعروں نے اسی زبان میں شاعری کی۔ ان کی اس زبان کی دھوم نہ صرف دلی میں رہی بلکہ اس کی گونج دلی سے دور دور تک سنائی دینے لگی۔ ذوقؔ بھی دلی کے روزمرہ اور محاورے کو اپنی شاعری میں سمو کر صفحہ ء قرطاس پر بکھیر تا رہا۔ داغؔ دہلوی نے بھی دلی کی زبان کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کیا۔ اردوئے معلٰی تو بہادر شاہ ظفر اور ان کے قریب رہنے والے لوگ بولتے تھے لیکن جب یہ اردو زبان قلعے سے باہر نکلی۔ تو کئی قسموں میں بٹ گئی۔ اشرف صبوحی نے ان تمام قسموں کو اپنے ایک خاکے میں مرزا چپاتی جو خود کو تاجدار ظفر کا بھانجا کہتا تھا اس کی زبان سے بیان کروائی ہیں اردو کی قسموں کے بارے میں لکھتے ہیں :

دیکھ اول نمبر پر تو اردوے معلٰی ہے جسے ماموں حضرت اور ان کے پاس اٹھنے بیٹھنے والے بولتے تھے۔ وہاں سے شہر آئی اور قدیم شرفا کے گھروں میں آچھپی دوسرا نمبر قل آعوذی اردو کا ہے جو مولویوں، واعظوں اور عالموں کا گلا گھوٹتی رہتی ہے۔ تیسرے نمبر پر خود رنگی اردو ہے۔ یہ ماں ٹینی باپ کلنگ والوں نے رنگ برنگ کے بچے نکالے ہیں۔ اخبار اور رسالوں میں اسی قسم کی اردو، ادب کا اچھوتا نمونہ کہلاتا ہے۔ چوتھے ہڑ دنگی اردو، مسخروں اور آج کل کے قومی بلم ٹیرو کی منہ پھٹ زبان ہے۔ پانچویں لفنگی اردو ہے جسے آکا بھائیوں کی لٹھ مار، کڑاکے دار بولی کیو یا پہلوانوں کرخن داروں، ضلع جگت کے ماہروں، پھبتی بازوں اور گلیروں کا روزمرہ۔ چھٹے نمبر پر فرنگی اردو ہے۔ جو تازہ ولایت انگریز۔ ہندستانیوں عیسائی ٹوپ لگائے، ہوئے کرانی، دفتر کے بابو، چھاونیوں کے سوداگر وغیرہ بولتے ہیں۔ پھر ایک سر بھنگی اردو ہے یعنی چرسیوں، بھنگڑوں، بینواؤں اور تکیے داروں کی زبان۔ سید! ابھی تم نے کیا دیکھا ہے اور کیا سنا ہے قلعہ آباد ہوتا دربار دیکھے ہوتے تو اصلی زبان کا بناؤ سنگھار نظر آتا۔ " (٦)

ماخذ تحقیقی مجلہ
ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-23

مرزا چپاتی ٹکسال کے بارے میں کہتے ہیں کہ زبان ٹکسال قلعے ہی میں تو تھی اس کی مزید وضاحت کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"ارے زبان ٹکسال قلعے ہی میں تو تھی۔ وہاں محاورات نہ ڈھلتے تو کہاں ڈھلتے طبیعتیں ہر وقت حاضر رہتی تھیں۔ ہر بات میں جدت مدِ نظر تھی۔ ہنسی مذاق میں جو منہ سے نکل گیا گویا سکہ ڈھل گیا۔ کسی کے پھٹے پھٹے دیدے ہوئے مرزا بٹو کہہ دیا۔ لمبا چہرہ، چگی ڈاڑھی دیکھی، مرزا چکایا مرزا کدال کہنے لگے۔ چکلے چہرے پر چوپال کی اور ٹھنگنے پر گھٹنے کی پھبتی اڑا دی غرض کہ مرزا چپل، مرزا جھپٹ، مرزا یاہو، مرزا رنگیلے، مرزا رسیلے، بیسوں اسم با مسمیٰ تھے۔ میں جمعرات کو چپاتیاں اور حلوا بانٹا کرتا تھا میرا نام مرزا چپاتی مشہور کر دیا۔"(۷)

اشرف صبوحی نے جہاں دلی کی دوسری بولیوں کا ذکر کیا ہے وہاں ہی ان کے خاکے "نیازی خانم" سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ مرموز بولیاں اور کوڈ لینگویج دہلی میں قلعے کی خواتین بولتی تھیں۔ ان بولیوں کو زرگری اور فرفری کہا جاتا تھا۔ یہ بولیاں قلعے والیوں کی ایجاد تھیں اور قلعے سے نکل کر شہر کے کئی گھروں میں پہنچ آئی تھیں۔ یہ زبان انجانوں سے بات چھپانے کی ترکیب تھی۔ یہ بولیاں عورتوں کی مہارت اور تخلیقیت کی یادگار ہے۔ "نیازی خانم" میں اشرف صبوحی ان کے بارے میں لکھتے ہیں :

"فتنی کو دیکھا کیسی چھپ کر ہماری باتیں سن رہی ہے۔ آؤ زرگری میں باتیں کریں۔ زرگری فرفری اور اسی طرح کی کئی بولیاں قلعے والیوں کی ایجاد شہر کے اکثر گھرانوں میں بھی آ پہنچی تھیں۔ ان بولیوں کا شریفوں کی لڑکیوں میں بہت رواج تھا۔ انجانوں سے بات چھپانے کی خاصی ترکیب تھی۔ چنانچہ ایک بہن بولی "کزیوں ازاپزاازس سزے لزے چزل لزیں نیرا نزئیں" کیوں آپا اسے لے چلیں یا نہیں؟ دوسری نے جواب دیا "ازب ازس کزو یہزرزہنے نزے دزو۔" (اب اس کو یہیں رہنے دو) اس کے بعد دیر تک ہنسی ہوتی رہی اور زرگری میں باتیں کرتیں۔ کبھی فرفری میں۔" (۸)

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-23

شرف صبوحی کا دلی والوں کے بارے میں یہ خیال ہے کہ دلی والے بہت اچھی اردو بولتے تھے۔ دلی کی شہر والیاں نستعلیق زبان بولتی تھیں۔ عام بٹھیار نیں تک اردو کے ایسے ایسے الفاظ گفتگو کے دوران استعمال کرتی تھیں تو وہاں کی بیگمات کا انداز گفتگو کیا ہو گا۔

اس کی وضاحت کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں:

"مرزا: کہتے ہیں کہ شہر والیوں کی سی نستعلیق زبان گنواروں کو کہاں نصیب۔۔۔۔۔۔۔۔ان کا بیان ہے کہ پچھلی مرتبہ جو میں دہلی آیا تو ناوقت پہنچا تھا۔ سرائے میں ٹھہر گیا۔ بھوک لگی ہوئی بھٹیاری سے کھانے کے لیے کہا وہ بولی "میاں اب تو بازار کی ساری دکانیں خیر سے بند ہو گئیں، مونگ کی مقشر دال بھونی مسالے دار موجود ہے۔ اسے نوش فرما کر دیکھے۔ پسند آئے تو فبہا ورنہ ابھی چلاد تیار کیے دیتی ہوں۔" دوران گفتگو میں اس نے مقشر، نوش، اور فبہا کے علاوہ اور بھی کئی لفظ اس بے تکلفی سے بولے کہ میں حیران رہ گیا۔۔۔۔۔۔۔ہاں دلی کی بیٹی سے شادی کرنے کی قسم کھالی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جہاں کی بھٹیاریاں باہر کے مولویوں کے کان کتریں وہاں کی بیگمات کا طرز گفتگو کیا ہو گا۔[۹]

اشرف صبوحی نے "دلی کی چند عجیب ہستیاں" میں دلی کے مختلف افراد کے خاکے لکھ کے دلی کی تہذیب و ثقافت کے مرقعے پیش کیے ہیں۔ اشرف صبوحی کے خاکوں کا مرکز لال قلعہ نہیں بلکہ شاہ جہاں آباد کی عوام ہے۔ جن کا طرز زندگی، لسانی شان کے اندر دہلویت نظر آتی ہے۔ اشرف صبوحی پرانی دلی وہاں کی زبان، تہذیب ثقافت، بولیوں ٹھولیوں، رکھ رکھاؤ، مروت، محبت، اپنائیت ،وہاں کے کھانے، کھیل ،لباس، ہر چیز کے دلدادہ تھے۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ کے بعد جب مسلمانوں کی حکومت ہندوستان پر سے ختم ہو گئی۔ نئی تہذیب کے اثرات ہر طرف نظر آنے لگے۔ بلکہ انگریزوں کے آنے کے بعد اردو زبان پر انگریزی زبان کے اثرات ہونے لگے۔ دلی اور اس کی بولیاں ایک حسین یاد بننے لگیں۔ تو بہت سے دوسرے لکھاریوں کی طرح اشرف صبوحی نے پرانی تہذیب و ثقافت کی اس حسین یاد کو اپنے خاکوں کے ذریعے زندہ رکھنے کی کوشش کی ہے۔ ان کے خاکوں کو پڑھ کر قلعہ کی بولیوں ٹھولیوں کا مزہ آجاتا ہے۔ ان کے خاکوں میں مختلف افراد کرخنداری، ٹھیٹھ اردو، دلی کی ضرب الامثال اور

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 2, (April to June 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-II)urdu-23

محاورات، اردوئے معلٰی، ٹکسال، لال قلعہ کی کوڈلینگو یج فر فری زر گری بولتے نظر آتے ہیں۔ اشرف صبوحی نے صرف دلی میں رہنے والے افراد کے ہی خاکے نہیں لکھے بلکہ ان خاکوں کے ذریعے دلی کی تہذیب و ثقافت، میلوں ٹھیلوں، دلی کے چٹخارے دار کھانوں، لباس، خانگی زندگی، کی جھلکیاں دکھائی ہیں۔ اشرف صبوحی کے یہ خاکے دلی کی تہذیب و ثقافت دلی کی قدیم بولیوں، روزمرہ، محاورہ کو سمجھنے کا ایک بڑا ذریعہ ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ سید ضمیر حسن دہلوی، دہلی کے محاورے انجمن ترقی اردو، دہلی، ۲۰۰۸ء، ص ۱۴

۲۔ ڈاکٹر اسلم فرخی، بھائی ولی ایک تعارف، مضمون، مشمولہ دلی کی چند عجیب ہستیاں، اشرف صبوحی، فروغ اردو زبان، نئی دہلی، ۲۰۱۱، ص ۸، ص ۹

۳۔ اشرف صبوحی، گھمی کبابی، مشمولہ، دلی کی چند عجیب ہستیاں، فروغ اردو زبان، نئی دہلی، ۲۰۱۱ء، ص ۷۵

۴۔ ڈاکٹر نصیر احمد، اردو کی بولیاں اور کرخنداری کا عمرانی لسانیاتی مطالعہ، ادارہ تصنیف، نئی دہلی، ۱۹۷۹ء، ص ۶۵

۵۔ اشرف صبوحی، گھمی کبابی، مشمولہ، دلی کی چند عجیب ہستیاں، فروغ اردو زبان، نئی دہلی، ۲۰۱۱ء، ص ۷۵

۶۔ اشرف صبوحی، مرزا چپاتی، مشمولہ، دلی کی چند عجیب ہستیاں، ص ۹۶

۷۔ اشرف صبوحی، مرزا چپاتی، ص ۱۰۲

۸۔ اشرف صبوحی، نیازی خانم، مشمولہ دلی چند عجیب ہستیاں، ص ۱۸۷

۹۔ اشرف صبوحی، نیازی خانم، ص ۱۹۳